موت سے قبر تک
مصنف
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی
www.FaizAhmedOwaisi.com
www.FaizaneOwaisia.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﷺ

موت سے قبر تک

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نحمدك يا رحيم يا كريم والصلوٰة والتسليم على النبى الرؤف الرحيم

وعلىٰ آله واصحابه وحزبه العظيم

اما بعد! سفر کی اہمیت کے مطابق مسافر سامان تیار کرتا ہے اگر لاہور جانا ہوگا تو لاہور کے مطابق اگر کراچی جانا ہوگا تو کراچی کے مطابق اگر حرمین طیبین جانا ہوگا تو حرمین طیبین کے مطابق ۔ بنابریں (اسی بنیاد پر، اسی وجہ سے) مسافرِ آخرت بھی ذرا غور فرمائیں کہ مجھے کس سفر کو جانا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حَاسِبُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تُحَاسَبُوۡا وَزِنُوۡا اَنۡفُسَكُمۡ قَبۡلَ اَنۡ تُوۡزَنُوۡا ، فَاِنَّهٗ اَهۡوَنُ عَلَيۡكُمۡ فِي الۡحِسَابِ غَدًا اَنۡ تُحَاسِبُوۡا اَنۡفُسَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ وَتَزَيَّنُوۡا لِلۡعَرۡضِ الۡاَكۡبَرِ يَوۡمَئِذٍ تُعۡرَضُوۡنَ لَا تَخۡفٰى مِنۡكُمۡ خَافِيَةٌ

(ذم الهوىٰ ، صحفه ٣٩، مطبوعة دارالكتب العلمية بيروت)

یعنی ''اے لوگو! اپنے اعمال کا حساب کرلو، اِس سے پہلے کہ قیامت آجائے اور تم سے اِن کا حساب لیا جائے ، کیونکہ آج کے دن اپنا محاسبہ کرلینا قیامت کے دن حساب دینے سے آسان ہے اور اپنے آپ کو قیامت کے اُس دن کے لیے تیار کرو جس دن تمہاری کوئی خطاء تم سے پوشیدہ نہ رہے گی''۔

فائدہ : سب سے بڑی تیاری سفرِ آخرت کے لئے اپنے گناہوں سے سچی توبہ ہے۔ اِس میں کسی قسم کی کمی کوتاہی نہ کریں۔ بالخصوص حقوق العباد میں تو بال برابر بھی خامی نہ ہو۔ خدانخواستہ کوئی کمی رہ گئی تو سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں ہے۔

۱) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنْ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

(صحيح مسلم، كتاب البروالصلة ولآداب، الباب تحريم الظلم، الجزء١٢، الصفحة ٤٦٠، الحديث ٤٦٧٩)

(مسند احمد، كتاب باقى مسند المكثرين، الباب مسند ابى هريرة رضى الله عنه، الجزء١٩، الصفحة٨، الحديث ٨٩٦٥)

یعنی قیامت میں صاحبِ حقوق کو حقوق ادا کئے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ بکری کے حقوق کے لئے سینگ والی سے بدلہ لیا جائے گا۔

۲) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا

يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ

(صحیح بخاری، کتاب المظالم و الغصب، الباب من كانت مظلمة عندالرجل فحللهاله هل يبين مظلمته، الجزء٨، الصفحة٣٢٣، الحديث٢٢٦٩)

یعنی جس کے کسی بھائی مسلم پر حقوق ہیں مال سے یا عزت سے اُس سے آج معاف کرالے اِس سے قبل کہ اُس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم اگر کسی کے حقوق رہ گئے تو اُن کے بدلے اعمال صالحہ لے کر صاحبِ حق کو دیئے جائیں گے جتنا اِس کا حق ہے ورنہ برائیاں سر پر رکھی جائیں گی۔''

سوال : اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (پارہ۲۲،سورۃ فاطر،آیت ۱۸)

﴿**ترجمہ**: اورکوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔﴾ پھر قیامت میں ایک کے بُرے اعمال دوسرے کو کیوں دیئے جائیں گے جب کہ اِس نے یہ برے اعمال کئے نہیں تو سزا کیسی؟

جواب : اللہ عزوجل مالک ہے جسے چاہے معاف کرے۔ بندوں کو اُس بُرائی کے متعلق پہلے ہی خبر دی ہے

وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (پارہ۲۰،سورۃ العنکبوت،آیت ۱۳)

ترجمہ: اور بیشک ضرور اپنے بوجھ اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بوجھ۔

اور یہ بُرائی دراصل اِس کو اپنے بُرے عمل کی حاصل ہو رہی ہے کیونکہ وہ حقوق جو اِس نے دنیا میں کھائے اِس نے اُن سے فائدے اٹھائے اور جس کے کھائے اُس بیچارے نے تکلیفیں اٹھائیں تو اُن کا صلہ دونوں کو آخرت میں یونہی ملنا چاہیے۔ لہٰذا دنیا میں جس کسی کے حقوق ہوں اگر چہ قلیل ہی سہی اَدا کرنے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اِمام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لو انه على العبد دانق وله عمل سبعين نبيا ما دخل الجنة حتى يؤدى ذلك الدانق

(درر الحكام فى شرح مجلة الأحكام، الجزء١٣، الصفحة١٠١)

یعنی اگر کسی پر کسی کا ایک ٹیڈی بھی ہو اور اُس کے اعمال ستّر (۷۰) نبیوں جیسے ہوں تب بھی جنت میں نہ جائے گا یہاں تک کہ وہ ٹیڈی ادا کرے۔

اِس کے بعد فرمایا: انه يعطى لصاحب الدانق فى دانقه يوم القيمة سبعمائة صلوٰة مقبولة فلا يرضيهذالك (مختصر تذکرہ،صفحہ٥٤)

یعنی صاحبِ حق کوایک ٹیڈی کے عوض سات سو(۷۰۰)مقبول نمازیں دی جائیں گی تو بھی وہ اِن سے راضی نہ ہوگا۔ اِن اعمال سے بھی زائد کی طلب کرے گا۔ ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم دنیوی معاملات میں اپنے مسلمان بھائیوں کے کتنے حقوق تلف کر چکے ہیں اگر کسی کا حق تلف نہیں فرمایا تو آپ کومبارک ورنہ اپنی زندگی میں ہی اپنا کام بنایئے ورنہ پچھتانا پڑے گا۔

حکایت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ : سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن اپنے ایک زَرخرید غلام کوکسی غلطی پراُس کا کان مروڑا۔ غلام کی بےساختہ آہ نکلی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس آہ سے متاثر ہوکر سَر بگریبان ہوکر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سَر اٹھا کر غلام کوفرمایا۔ اے غلام تو نے اپنی آہ سے میرا کلیجہ پھاڑ دیا۔ اب اِس کا علاج یہ ہے کہ تو میرے کان کو ویسے ہی مروڑ جیسے میں نے تیرے کان کومروڑا ہے۔ غلام اَدَب سے اِس مکافات سے ڈر گیا مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار فرمایا اور سمجھایا کہ آخر میں تیرا آقا ہوں میری فرمانبرداری تجھ پر فرض ہے۔ فوراً غلام نے کان پکڑ کر تھوڑا سا مروڑا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے بھائی اِس سے میرے جرم کی سزا پوری نہیں ہوئی ذرا زور سے مروڑ، غلام نے زور سے مروڑا پھر آپ نے وہی فرمایا۔ پھر غلام نے کچھ زور لگایا اورعرض کرنے لگا۔ آقا جیسے آپ کو قیامت کے مواخذہ کا خوف ہے اُسی طرح مجھے بھی ہے۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے فرمایا: اے غلام جا میں نے تجھے فی سبیل اللہ آزاد کیا اوراپنے تمام حقوق معاف کئے اور میں تجھ سے ہر طرح خوش ہوں۔ پھر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں گڑگڑائے کہ اے خدایا عزوجل اِس کو مجھ پر خوش کردے اور ہم دونوں کو اپنے کرم سے معاف فرما۔

فائدہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس فعل سے معلوم ہوا کہ کسی کے حق میں کوئی کمی ہوتو معاف کرالیا جائے بالخصوص قرض کہ اِس کی معافی نہیں ہوتی جب تک صاحبِ قرض خود معاف نہ فرمائے یا اُس کی طرف سے اُس کے ورثاء ادا نہ کریں اِس کے متعلق عجیب وغریب واقعات احادیثِ مبارکہ ودیگر رویائے صادقہ (سچا خواب) اسلاف میں وارد ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "احوالِ آخرت اوراخبار القبور"۔

موت کیا ھے ؟: علماءِ اہلسنّت فرماتے ہیں کہ: ان الموت لیس بعدم محض وإنما هو انتقال من حال إلى حال

(الروح فی الكلام على أرواح الأموات والأحياء ، الجزء١، الصفحة٣٦،دار الكتب العلمية - بيروت)

یعنی بے شک موت عَدَمِ محض (مٹ جانا) نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا ہے۔

دلائل ملاحظہ ہوں رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید: ۱) اللہ عزوجل نے شہداء کے متعلق فرمایا ہے: بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ o فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه (پارہ۴،سورۃ اٰلِ عمران،اٰیت ۱۶۹،۱۷۰)

ترجمہ: بلکہ وہ اپنے رب (عزوجل) کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ شاد ہیں اُس پر جو اللہ (عزوجل) نے اِنہیں اپنے فضل سے دیا۔

جب ظاہری طور پر موت طاری ہونے کے باوجود شہداء کا یہ حال ہے تو صدیقین اور انبیاء جن کا رُتبہ شہداء سے بدرجہا اعلیٰ اور اَرفع ہے اُن کی کیا کیفیت ہوگی۔

۲) حیاۃُ الانبیاء سے بھی ہمارا اِستدلال ہے۔ اور حیاۃُ الانبیاء پر دلائل واضح ہیں اِن میں چند یہ ہیں۔

۱۔ شب معراج بیت المقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوئی۔

۲۔ اِسی سفر معراج میں مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔

۳۔ حضرت موسیٰ علیہم السلام سے تو بار بار ملاقات کرنے اور نمازوں کی تعداد پچاس (۵۰) سے گھٹا کر پانچ (۵) کروانے کا واقعہ مشہور ہے جو مخالفین کو بھی مسلّم (تسلیم) ہے۔

گھر کی گواھی: مخالفین کے امام اِبن القیم نے لکھا کہ یحصل من جملته القطع بأن أموت لأنبياء إنما هو راجع إلى أن غيبوا عنا بحيث لا ندر كهم وإن كانوا موجودين جاء وا

(الروح فی الكلام على أرواح الأموات والأحياء ، الجزء ۱،الصفحة۳٦،دار الكتب العلمية - بيروت)

فائدہ: یہ مذکورہ دلائل اور اِن کے علاوہ اور دلائل بھی ہیں جن سے یہ اَمر قطعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کا فقط یہ مطلب ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے ہیں۔ ہم اِن کو نہیں پا سکتے حالانکہ وہ زندہ موجود ہیں۔ حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کے دلائل پڑھیے فقیر کی کتاب "حیوۃُ الانبیاء"۔

موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق: اہلسنّت کے نزدیک موت کے بعد روح کا جسم سے تعلق رہتا ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی پانچ (۵) حالتیں ہیں ہر حالت پر مختلف اَحکام مرتب ہوتے ہیں۔

۱۔ شکمِ مادر میں جب جسم میں روح پھونکی جاتی ہے۔
۲۔ جب انسان اِس جہان میں قدم رکھتا ہے۔
۳۔ حالتِ خواب میں۔
۴۔ عالَمِ بَرزَخ میں اگر چہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کُلّیۃ (مکمل طور پر) نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔

تعلقها به فی البرزخ فإنها وإن فارقته وتجردت عنه فإنها لم تفارقه فراقا کلیا بحیث لا یبقی لها التفات إلیه البتة

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء ،الجزء۱، الصفحة٤٤،دار الکتب العلمیة - بیروت)

یعنی اور اِسی تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زَائرکوسلام کا جواب دیتا ہے اور اِس کا اُسے علم ہوتا ہے۔
کِتَابُ الرُّوحِ لِابنُ الْقَیِّم اور شَرَحُ الصُّدُورِ لِلسُّیُوطِی میں تفصیل پڑھیے۔
۵۔ قبروں سے جی اُٹھنے کے بعد روح کا تعلق جسم سے۔
اِس تعلق کے متعلق اِبن القیم نے لکھا کہ وهو أکمل أنواع تعلقها بالبدن ولا نسبة لما قبله من أنواع التعلق إلیه إذ تعلق لا یقبل البدن معه موتا ولا نوما ولا فسادا

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء ، الجزء۱، الصفحة٤٤،دار الکتب العلمیة - بیروت)

یعنی روح کا جسم کے ساتھ ہے یہ تعلق تمام تعلقات سے اَکمل ہے کیونکہ اِس کے بعد جسم کو نہ موت آتی ہے نہ نیند آتی ہے اور نہ اِس کے عَناصر میں فسادرُ ونما ہوتا ہے۔

فائدہ: موت کے بعد حشر تک روح کا مقر اور مقام کہاں ہے۔اِس کے متعلق مخالفین تو کہتے ہیں کہ موت کے بعد روح بھی عَدَمِ مَحض ہو جاتی ہے۔جسم کی دوسری صفات علم،قوت وغیرہ کی طرح روح (حیاۃ) بھی اِس کی ایک صفت ہے جسم کے فنا ہو جانے سے جس طرح دوسری صفات فناء ہو جاتی ہیں اِسی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے لیکن یہ قول سراسر باطل ہے۔کتاب وسنت اور اِجماعِ صحابہ کے علاوہ دلیلِ عقلیّہ بھی اِس کی تردید کرتی ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ٥ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً٥فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ٥وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ٥

(پارہ۳۰،سورۃ الفجر،ایت ۲۷۔۳۰)

ترجمہ: اے اِطمینان والی جان۔اپنے رَب (عزوجل) کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اُس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو۔اور میری جنّت میں آ۔

فائدہ: یہاں خطاب روحِ مطمئنہ کو ہو رہا ہے اور اُس وقت ہو رہا ہے جب وہ جسم سے اَلگ ہوتی ہے اگر روح کا اپنا

مستقل وجود نہ ہوتا تو پھر اِس سے خطاب کیسے کیا جاتا۔ اَحادیثِ کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ روح کا اپنا مستقل وجود ہے۔

وهو قول لم يقل به أحد من سلف الأمة ولا من الصحابة والتابعين ولا أئمة الإسلام

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء، الجزء١، الصفحة١١٢، دار الکتب العلمية - بيروت)

یعنی یہ ایسا قول ہے کہ جسے نہ سلف صالحین میں سے کسی نے تسلیم کیا ہے نہ صحابہ، تابعین اور اَئمہ اسلام کا یہ خیال ہے۔

٢۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اِس بارے میں کہ مومنین کی اَرواح برزخ میں ہیں جدھر چاہتی ہیں جاتی ہیں۔

إن أرواح المؤمنين فی برزخ من الأرض تذهب حيث شاء ت فهذا مروی عن سلمان الفارسی والبرزخ هو الحاجز بين شيئين وكأن سلمان أراد بها فی أرض بين الدنيا والآخرة مرسلة هناك تذهب حيث شاء ت

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء، الجزء١، الصفحة١٠٨، دار الکتب العلمية - بيروت)

یعنی اہلِ ایمان کی اَرواح برزخی اَرض میں ہیں وہ جہاں چاہیں جاتی ہیں یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) سے مروی ہے کہ بَرزخ دو (٢) چیزوں کی آڑ کو کہتے ہیں۔ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب بھی بَرزخ سے یہی ہے کہ اَرواح آزاد ہیں جہاں چاہیں جائیں۔

تحقیق البرزخ: اہلِ لغت نے فرمایا کہ وأصله الحاجز بين الشيئين

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء، الجزء١، الصفحة١٠٨، دار الکتب العلمية - بيروت)

یعنی (٢) چیزوں کے درمیان جو چیز حائل ہو اُس کو برزخ کہا جاتا ہے۔

فالبرزخ هنا ما بين الدنيا والآخرة

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحياء، الجزء١، الصفحة١٠٨، دار الکتب العلمية - بيروت)

یعنی یہاں برزخ سے مراد دنیا اور آخرت کا درمیانی جہاں ہے۔

فائدہ: اِس درمیانی جہان کا انکار معتزلہ کو تھا اب اُن کی پیروی میں منکرینِ احادیث اور دیگر گمراہ فرقے منکر ہیں۔ وہابیہ اَصولی طور پر اِسی عقیدہ کی تائید کررہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں عالَمِ برزخ ثابت ہے۔

اھلسنّت کا مذھب: اہلسنّت کے نزدیک اَرواح زندہ ہیں اور وہ عالَمِ برزخ میں ہے اُنکا جسم سے بھی رابطہ

ہے اور وہ کہاں ہیں اِس میں مختلف اَقوال ہیں۔

۱۔ مومنین کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب ہیں اور کفار کی روحیں آپ علیہ السلام کی بائیں جانب۔

۲۔ اَبومحمد اِبن حزم کا قول ہے کہ اَجسام کے پیدا کرنے سے پہلے روح جہاں تھی موت کے بعد لوٹ کر پھر وہاں ہی چلی جاتی ہے۔

ابن حزم مستقرها حيث كانت قبل خلق أجسادها

(الروح فی الكلام علی أرواح الأموات والأحياء ،الجزء١، الصفحة ٩١، دار الكتب العلمية - بيروت)

۳۔ بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ مومنین کی روحیں اللہ عزوجل کے پاس ہوتی ہیں اِس سے زیادہ اِن لوگوں نے مزید کہنے کی جرأت نہیں کی اور جتنا کچھ قرآن میں ہے ادب واحترام کے تقاضے کے پیشِ نظر اُتنا کہنے پر ہی توقف کرتے ہیں۔

أرواح المؤمنين عند الله تعالی ولم يزد علی ذلك فانه تأدب مع لفظ القرآن حيث يقول الله عز و جل بل أحياء عند ربهم يرزقون

(الروح فی الكلام علی أرواح الأموات والأحياء ، الجزء١، الصفحة ١٠٤،دار الكتب العلمية - بيروت)

۴۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ اَرواح اپنے مزارات کے اُوپر ہوتی ہیں۔

الأرواح علی أفنية قبورها

(الروح فی الكلام علی أرواح الأموات والأحياء ،الجزء١، الصفحة ١٠٠،دار الكتب العلمية - بيروت)

۵۔ اہلِ ایمان کی روحیں اگر کوئی گناہ کبیرہ یا قرض رُکاوٹ نہ بنے تو وہ جنت میں ہوتی ہیں۔ لیکن اپنے جسد خاکی پر اِن کی توجہ اِس طرح ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص اِن کے مزارات پر حاضر ہو تو اُسے دیکھتے ہیں اور اگر کوئی سلام کہے تو اُس کا جواب دیتے ہیں اِس شبہ کا اِزالہ کرنے کے لئے کہ روح اگر جنت میں یا **اعلٰی عِلِّیِّیْن** (بہشت کا سب سے بڑا درجہ) میں ہو تو اپنی قبر پر آنے والے کو اِتنی دور سے کس طرح پہچانتی ہے اور کس طرح اِس کا سلام سنتی ہے اور کیونکر اِس کا جواب دیتی ہے۔

فائدہ: مخالفین کا امام اِبن القیم منکرین کو تنبیہ کرتا ہے کہ ولا يضيق عقلك عن كون الروح فی الملأ

الأعلی تسرح فی الجنة حیث شاء ت وتسمع سلام المسلم علیها عند قبرها وتدنو حتی ترد علیه السلام وللروح شأن آخر غیر شأن البدن

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء، الجزء۱، الصفحة۱۰۲،دار الکتب العلمیة - بیروت)

یعنی تو اِس چیز کو تسلیم کرنے سے تنگ دل نہ ہو کہ روح جب ملأ اعلیٰ (فرشتے) میں ہے اور جنت میں سیر وسیاحت میں مصروف ہیں تو وہ کس طرح اپنی قبر پر آنے والے کا سلام سنتی ہے پھر کس طرح نزدیک ہو کر اُس سلام کرنے والے کو جواب دیتی ہے کیونکہ روح کی شان اور ہے اور جسم کی شان اور۔

اِبن القیم نے بڑی شرح وبسط سے ثابت کیا ہے کہ روح کے لئے یہ بُعد مکانی اور یہ مسافت کی دوریاں کوئی معنی نہیں رکھتیں وہ ایک لمحہ میں ملأ اعلیٰ سے زمین پر اور زمین سے **اعلٰی عِلِّیّٖین** پر آ جاسکتی ہے وہ لوگ سخت دھوکہ میں ہیں جو روح کو جسم کی طرح اِن مسافتوں کے طے کرنے سے قاصر سمجھتے ہیں ۔ ابن القیم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ جب شبِ معراج حضرت موسیٰ کے مزار کے پاس سے گزرے تو اُنہیں اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور جب حضور ﷺ کا بُراق مرکبِ افلاک (آسمانوں) کی بے پایاں رفعتوں کو سمند ہمت سے روندتا ہوا چھٹے (۶) آسمان تک پہنچا تو وہاں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا منتظر پایا۔ جبرئیل علیہ السلام ایک لمحہ پہلے آسمان کی بلندیوں پر کشا نظر آتے تو دوسرے لمحے بارگاہِ رسالت ﷺ میں دست بستہ بیٹھے ہوئے حاضر دکھائی دیتے لیکن اِن اُمور کو ہر آدمی تسلیم نہیں کرتا۔ صرف اُنہی سعید (خوش نصیب) روحوں کو یہ اِستعداد (قابلیت) بخشی جاتی ہے جو اِن حقائق کو سمجھتے ہیں تسلیم بھی کرتے ہیں اور اِن پر یقین بھی رکھتے ہیں۔

اِس کے بعد اِبن القیم نے ایک مستقل فصل تحریر کی ہے جس میں اُس نے اِس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے کہ تمام اَرواح کی حالت یکساں نہیں ہوتی بلکہ قوت اور ضعف (کمزوری) کبر اور صغر (چھوٹا) کے اعتبار سے ہر ایک کا درجہ الگ الگ ہوتا ہے۔ عظیم اور کبیر اَرواح کا مقام اِتنا بلند ہے جس کو اِن سے کم درجہ والی روحیں نہیں پاسکتیں۔ روحوں کے درمیان یہ تفاوت (فاصلہ اور فرق) ہم اِس مادی جہاں میں بھی مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور جب روح جسمانی علائق (تعلقات) اور مادی پابندیوں سے رُستگاری (رہائی اور نجات) حاصل کرلیتی ہے تو اُسے تصرف، قوت، ہمت اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ تعلق میں جو مقام نصیب ہوتا ہے وہ اُن روحوں کو نصیب نہیں ہوتا جو جسم کے اِس قفس (پنجرے) میں قید ہیں اور اُن کو دنیا کی زنجیر نے جکڑ رکھا ہے۔ عظیم روحیں جب قفسِ عنصری کو توڑ کر آزاد ہوتی ہیں اِن کی شان اور علو ہمتی (بلند ہمتی) کا اندازہ ہی نہیں لگایا

جاسکتا اور ان سے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کا تصور کرنا بھی ہمارے بس کی بات نہیں ۔ بارہا لوگوں نے حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی کہ حضور ﷺ کے ساتھ ابوبکر صدیق اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں اور انہوں نے کفار و مشرکین کے جرار لشکروں کو شکست فاش دی ۔ اور اُن کو مغلوب و مقہور (قہر کیا گیا) کر دیا۔ حالانکہ مسلمانوں کی فوج ہر لحاظ سے کمزور تھی ۔

وکم قد رئی النبی ومعه أبو بکر وعمر فی النوم قد هزمت أرواحهم عساکر الکفر والظلم فإذا بجیوشهم مغلوبة مکسورة مع کثرة عددهم وعددهم وضعف المؤمنین وقلتهم

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء ، الجزء۱، الصفحة۱۰۳،دار الکتب العلمیة - بیروت)

یعنی کئی بار خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا ہے کہ آپ کے ساتھ اَبوبکر و عمر بھی ہیں ان کی اَرواح نے کفار کے لشکر اور ظالموں کو شکست دی اُن کے لشکر مغلوب ہوئے باوجود اُن کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت کے ۔

سوال : اِن متعدد اقوال میں سے تمہارے نزدیک راجح قول کون سا ہے جس کے مطابق اعتقاد رکھا جائے ۔

جواب : ساری روحیں یکساں نہیں اِن میں بڑا تفاوت ہے اور اِسی تفاوت کی وجہ سے اِن کی منزلیں جُدا جُدا ہیں اور احادیث میں روحوں کے مختلف ٹھکانوں کا ذکر ہے اِن میں تضاد (مخالف) نہیں ہے بلکہ مختلف اَرواح کے مختلف مقامات ذکر کئے گئے ہیں ۔

اِس بحث کو سمیٹنے سے پہلے علامہ مذکور لکھتے ہیں کہ روح اور بدن کے اَحکام اور حالات مختلف ہیں ۔ روح جنت میں ہونے کے باوجود اپنی قبر سے اور اِس میں مدفون اپنے بدن سے اِتّصال (ملاپ اور قرب) رکھتی ہے اور اُوپر جانے اور نیچے اُترنے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے میں اِس کی سرعت (فوراً) رفتار کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ۔ اور اِس کی چار (۴) قسمیں ہیں ۔

۱۔ آزاد رُوحیں ۲۔ مُقیّد رُوحیں ۳۔ عُلوی رُوحیں ۴۔ سفلی رُوحیں

وان لها شانا غیر شأن البدن وأنها مع کونها فی الجنة فهی فی السماء وتتصل بفناء القبر وبالبدن فیه وهی أسرع شیء حرکة وانتقالا وصعودا وهبوطا وأنها تنقسم إلی مرسلة ومحبوسة وعلویة وسفلیة

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء ، الجزء۱، الصفحة۱۱۶،دار الکتب العلمیة - بیروت)

فائدہ : صرف اِسی موضوع پر فقیر کا رسالہ ''رُوح نہیں مرتی'' پڑھئے ۔

احادیث مبارکہ : اَحادیثِ صحیحہ کثیرہ سے یہ ثابت ہے کہ صاحبِ مزار اپنے زائر کو پہچانتا ہے اور اُس کی آواز سنتا ہے ۔

کثرت سے احادیث ہم نے رسالہ سماع موتٰی میں بیان کی ہیں اُن میں سے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں اور یہ اِنکار سماع موتٰی کا اصل عقیدہ معتزلہ کا ہے اب وہابیوں نے اُن کی وراثت میں اٹھایا ہوا ہے۔

١ ۔ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ

(صحيح البخارى، كتاب الجنائز، الباب ماجاء فى عذاب القبر، الجزء٥، الصفحة١٦٥، الحديث١٢٨٥)

(صحيح المسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها، الباب عرض مقعد الميت من الجرة او النار عليه واثبات عذاب، الجزء١٤، الصفحة٣١، الحديث٥١١٥)

(سنن النسائى، كتاب الجنائز، الباب التسهيل فى غير السبتية، الجزء٧، الصفحة١٨٠، الحديث٢٠٢٢)

یعنی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے دوست دفن کرنے کے بعد واپس لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔

٢ ۔ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّبْرَانِي فِي الْأَوْسَطِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِى نَفْسِي بِيَدِهِ ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ

(صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز وما يتعلق بها مقدما او موخرا، الباب فصل فى احوال الميت فى قبره، الجزء١٣، الصفحة٢٢٠، الحديث٣١٧٨)

یعنی اِبن ابی شیبہ، طبرانی، ابو حبان، حاکم اور بیہقی (جیسے جلیل القدر محدثین) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جب میت کو اُس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ اُسے دفن کرکے واپس لوٹنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔

٣ ۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُول اللَّه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ رَجُل يَزُور قَبْر أَخِيهِ وَيَجْلِس عِنْده إِلَّا اِسْتَأْنَسَ بِهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتَّى يَقُوم"

(تفسير ابن كثير،تفسير سورة الروم،آيت ٥٢، الجزء٦، الصفحة٣٢٥)

(تخريج احاديث الاحياء،الباب٤٤٠٦، الجزء٩، الصفحة٤٠٦)

یعنی حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے

بھائی کی قبر کی زیارت کے لئے جاتا ہے اور اُس کے پاس بیٹھتا ہے تو صاحبِ مزار کو اُس سے بڑی راحت ہوتی ہے اور وہ اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

۴۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَعَرَفَهُ ، وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

(شعب الایمان للبیهقی، کتاب التاسع والثلاثون من شعب الایمان، الباب فصل فی زیارة القبور، الجزء ۱۹، الصفحة ۲۹۰، الحدیث ۸۹۸۹)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے جاننے والے کی قبر پر آتا ہے اور اُسے سلام کہتا ہے تو صاحبِ مزار اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اُسے پہچانتا بھی ہے اور اگر کسی اِیسے شخص کے مزار پر آتا ہے جس سے جان پہچان نہیں ہوتی تھی اور اُسے سلام کہتا ہے تو قبر والا اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

منکرین کے امام ابن القیم کا بیان :اِبن القیم سماع موتی کے منکرین کے شیخ الاسلام اِبن تیمیہ کا دست راست ہے وہ سماع موتی پر اجماع بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ سماع موتی متواتر آثار سے ثابت ہے چنانچہ کتاب الروح میں لکھا ہے کہ

والسلف مجمعون علی هذا وقد تواترت الآثار عنهم بأن المیت یعرف زیارة الحی له ویستبشر به

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء، الجزء ۱، الصفحة ۱، دار الکتب العلمیة - بیروت)

یعنی سلف صالحین کا سماع موتی پر اِجماع اور اِتفاق ہے اُن سے درجہ تواتر تک ایسی روایات مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ میت کی زیارت کے لئے جب کوئی شخص آتا ہے تو میت کو اِس کی آمد کا علم بھی ہوتا ہے اور اِس سے اُسے بڑا سُرور حاصل ہوتا ہے۔

دیوبند کے شیخ عثمانی نے فتح الملهم شرح صحیح مسلم میں اس مسئلہ سماع موتیٰ پر متعدد احادیث اور اقوال علماء سے ثابت کرنے کے بعد لکھا ہے: والذی تحصل لنا من مجموع النصوص واللّٰہ اعلم ان سماع الموتی ثابت فی الجملة بالاحادیث الکثیرة والصحیحة۔

یعنی اِن متعدد روایات سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ صحیح اور کثیرُ التَّعداد احادیث سے سماع موتی کا مسئلہ ثابت ہے۔ (واللّٰہ اعلم)

فائدہ: یہ ثابت کرنے کے بعد کہ مردہ سنتا ہے عثمانی نے اُن آیات کا مفہوم واضح کیا ہے جن سے بظاہر سماع موتیٰ کی

نفی سمجھی جاتی ہے وہ مولانا محمد قاسم صاحب کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ افعال کی دو (۲) قسمیں ہیں۔

۱۔ **افعال عادیتہ**: یعنی جن کا وقوع عادت کے مطابق اسباب وعلل کے پائے جانے سے ہوتا ہے مثلاً کسی نے کسی پر بندوق سے فائر کیا اور وہ مر گیا اِیسے افعال کی نسبت اُس بندوق چلانے والے کی طرف کی جاتی ہے۔

۲۔ **افعال غیر عادیتہ**: جو ظاہری اسباب وعلل کے پائے جانے کے بغیر وقوع پذیر ہوتے ہیں جیسے کسی نے کنکریوں کی مُٹھی پھینکی اور ایک لشکرِ جرار کو شکست دے دی ایسے افعال کی نسبت اِس ظاہری فاعل کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ براہ راست اللہ عزوجل کی طرف کی جاتی ہے جیسے: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

(پارہ ۹، سورۃ الانفال، اٰیت ۱۷)

ترجمہ: اور (اے محبوب ﷺ) وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ (عزوجل) نے پھینکی۔

یہاں بھی میتِ زیرزمین دفن ہے اِس کے اوپر منوں مٹی کا انبار لگا ہے نہ وہاں ہوا کا گذر ہے اور نہ روشنی کا، آواز کو کسی حد تک پہنچانے کے لئے ظاہری سبب ہوا ہے جو یہاں قطعاً مفقود (غائب ہونا) ہے اِس لئے میت اگر سنتا ہے تو اُس کو سنانے والا وہ زائر نہیں کیونکہ ہوا کے فقدان کے باوجود آواز کو سنا دینا کسی اِنسان کے بس کا روگ نہیں۔

ایصالِ ثواب: موت کے بعد نہایت ہی ضروری ہے کہ اِیصالِ ثواب کیا جائے اور اِیصالِ ثواب شرعاً جائز ہے جس کے لئے اِیصالِ ثواب کیا جائے وہ زندہ موجود ہو، یا مردہ مرحوم، جیسا اِیصالِ ثواب کیا جائے گا۔ اِن شاء اللہ عزوجل اِسے فائدہ پہنچے گا۔ اور وہ مرحوم اِس ثواب کو پا کر خوش ہوگا۔ تو اِس کارِ خیر سے روکنے کے لئے بہانے تراشنا اور تعیّین کو حیلہ بنا کر، آڑے آنا کہ فلاں تاریخ کو فلاں دن کو خصوصیت نے، یا فلاں طریقے کی عادت نے اِسے بدعت بنا دیا کسی سفیہہ (احمق اور نادان) و جاہل کا کام ہوسکتا ہے۔ یا پھر اُن گمراہوں گمراہ گروں کا، جو اپنے بطون (پیٹوں) میں جراثیمِ وہابیت لئے پھرتے ہیں اور مسلمانوں میں اِفتراق واِنتشار پھیلا کر اِنہیں اُمورِ خیر سے عاردلا کر اہلسنّت والجماعت کے اِجماع کو پارہ پارہ کرتے ہیں۔ مسلمان بھائی تو اِتنا یاد رکھیں کہ اِیصالِ ثواب کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا، یا اِن میں تقسیم کرنا اور نیک نیت سے خیرات کرنا، جس میں نہ محتاج پر اِحسان رکھا جائے نہ اِس کو تکلیف دی جائے اور نہ کھانے کی بے حرمتی ہونے پائے۔ یونہی پرندوں کے لئے پانی رکھنا، دانہ ڈالنا، حتیٰ کے کتّے کو روٹی ڈالنا، مسکین کو کپڑا دینا، میلاد شریف پڑھوانا۔ اِن کے علاوہ اور جو اَجر وثواب کی باتیں ہیں اُن کا عمل میں لانا، اور اُن کا ثواب میت کو پہنچانا بلا شبہ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

یونہی قرآنِ مجید پڑھنے کے لئے مسجد میں رکھنا صدقۂ جاریہ ہے جب تک وہ رہیں گے اور پڑھے جائیں گے اِس کے رکھنے والے اور میت کو ثواب پہنچے گا۔ اور کیسا ثواب؟ ہر حرف پر دَس (۱۰) نیکیاں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا۔ ''میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حروف ہے بلکہ الف ایک الگ حرف ہے۔ لام ایک الگ حرف ہے۔ میم ایک الگ حرف ہے۔''

یونہی میت کی قبر پر پھول چڑھانا مفید ہے۔ وہ جب تک تَر ہے رَب عزوجل کی تسبیح کرتا ہے اور مُردہ اِس سے اِیسا خوش ہوتا ہے جیسے دنیا میں دوستوں کے ہدیے تحفے سے، ملائکہ اِن ثوابوں کو نور کے طبق میں رکھ کر میت کے پاس لے جاتے ہیں اور اِس سے کہتے ہیں کہ اے گہری گور والے! یہ ثواب تیرے فلاں عزیز یا دوست نے بھیجا ہے۔

(حاشیہ فیصلہ ہفت مسئلہ)

دوقدم آگے : دیوبندی وہابی موجی لوگ ہیں جو مسئلہ نہ مانیں تو نہ مانیں اگر ماننے پر آجائیں تو پھر چھلانگ لگا دیتے ہیں اِس کی تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف ''دیوبندی شتر مرغ'' میں لکھ دی ہے کچھ وہی بات یہاں ہے دوسری بات دیوبندیوں کے امام اوّل مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھ ماری ہے۔ جس میں بہتان تراشی کرتے ہوئے حضور ﷺ سے منسوب کر کے لکھا کہ ایک دن میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (معاذاللّٰہ)

لیکن اِس کے چیلے موج میں آگئے تو ایک عام مسلمان مُردے کے لئے لکھ دیا۔ (خدام الدین ۱۶ مئی ۱۹۶۹ء میں ہے)

میت کو ایصال ثواب کرنے والوں کا تعارف کرایا جاتاھے : میت کو جب یہ ثواب پہنچتا ہے تو مرنے والا پوچھتا ہے کہ یہ انعام کہاں سے آیا ہے؟ یہ تحفہ کس نے بھیجا؟ تو اگر بخشنے والے اور مرنے والے کی پہچان ہو تو وہ کہتے ہیں جی تمہارا مرید، تمہارا خلیفہ، تمہارا شاگرد، تمہارا بیٹا، بیوی، خاوند، سوبرا، داماد، کوئی جو بھی رشتہ دار ہے اُس نے یہ ثواب بھیجا ہے یہ تحفہ بھیجا ہے اور اگر جان پہچان نہ ہو، مثلاً میں کہوں ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' یا اللہ عزوجل اس کا ثواب میرے ابّا سے ساتویں پشت تک دادا، دادی اور میری اَمّاں سے ساتویں پشت تک نانی نانا، جتنے فوت ہو چکے ہیں سب کو پہنچے۔'' تو اَب وہ جتنے ہیں امّاں کے علاوہ، ابّا کے علاوہ، ننھیال اور ددھیال میں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ تو اَب وہ کہیں گے کہ یہ کہاں سے آیا؟ تو فرشتے پہچان کرائیں گے کہ یہ تیری نسل میں ایک آدمی ہے جس کا نام بشیر احمد ہے اُس نے یہ تحفہ آپ کی طرف بھیجا ہے تو زندہ انسان کے ذریعے جسے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے، مرنے والوں کو اِس کا تعارف اور پہچان کرائی جاتی ہے وہ روحیں خوش ہوتی ہیں اِس لئے ثواب پہنچانا اچھی چیز ہے۔ اور ضرور پہنچانا چاہیے۔

تبصرۂ اویسی: مسلمانوں! خدارا سوچو ایک طرف تو یہ عقیدہ کہ حضور ﷺ مرکر مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ) اور اُنہیں کیا خبر دنیا میں کیا ہورہا ہے لیکن دوسری طرف ایک عام مسلمان کے لئے مثالیں دے کر یوں باور کرایا گیا کہ گویا مُردہ گھر سے اُٹھ کر باہر ڈیرہ میں ڈیرہ ڈالے بیٹھا ہے اور گھر پر کھانا پک گیا ہے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ کھانا گھر سے آیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اَب اگر یوں کہہ دیا کہ گیارہویں شریف کے ایصال ثواب پر بھی یہی ہوتا ہے کہ ہم غریبوں کا تحفہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو پیش ہوتا ہے تو یہ تقریر مذکور اِس سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ خوش ہوکر دعا فرماتے ہیں تو اِسی قاعدہ پر دیوبندی ہمارے ساتھ مل کر گیارہویں کریں اِن کے اَکابر کے غوث اعظم پیرانِ پیر ہیں۔ اگر گیارہویں خود نہیں کرسکتے تو پھر اُسے بدعت کہنا یا اُسے بند کرنے کی گندی عادت چھوڑ دیں۔

اہلِ قبور کے حالات: مرنے کے بعد انسان اپنے کردار کے مطابق جزاء و سزا میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ اور کتب کلامیہ میں مذکور ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ تفصیل فقیر کی کتاب ''اَخبارُ القبور'' میں ہے صرف نمونہ ملاحظہ ہو۔

اگر قدریہ یا مرجئہ فرقہ سے کوئی مرجائے اور اِس کی قبر تین (۳) دن کے بعد کھول کر دیکھی جائے تو اِس کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا نظر آئے گا۔ (شرح الصدور)

اِسی طرح ابن ابی الدنیا نے ابو اسحاق فزاری سے روایت بیان کی کہ ایک آدمی اُس کے پاس آیا۔ اُس نے بتایا کہ میں کفن چوری کیا کرتا تھا تو میں نے کئی آدمیوں کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے دیکھے۔ (شرح الصدور)

یہ عذاب تو وہ ہیں جو عام آدمی بھی دیکھ سکتا ہے لیکن وہ عذاب جو جنوں اور انسانوں سے مخفی رکھا گیا ہے اُس کی کیفیت تو اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے کہ وہ کتنا شدید ہوگا۔ یہ دونوں فرقے مذہب اہلسنّت و جماعت کے خلاف ہیں۔ قدریہ یہ وہ فرقہ ہے کہ جو تقدیر کا منکر ہے اور اس فرقہ کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو پہلے سے کسی چیز کا علم نہیں ہوتا بلکہ کسی کام کے واقع ہونے کے بعد علم ہوتا ہے۔ مرجئہ وہ فرقہ ہے جو اِس کے قائل ہیں کہ مومن کو گناہوں سے کوئی نقصان نہیں جس طرح کافروں کو نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں۔ یعنی مومن جتنے گناہ بھی کرتا رہے اسے کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ یہ فرقہ بھی باطل راہ پر ہے۔

گستاخ اَہلِ بیت کا عبرتناک واقعہ: اِبن عسا کرنے حضرت اَعمش رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر انور پر پاخانہ کردیا وہ پاگل ہوگیا اور کتوں کی طرح بھونکتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو اُس کی قبر سے چیخنے اور کتوں کی طرح بھونکنے کی آواز آتی تھی۔ (شرح الصدور)

چوری، زنا اورشراب نوشی وغیرہ پر عذاب قبر: ما من میت یموت، وھو یسرق أو یزنی أو یشرب أو یأتی شیئاً من ھذه، إلا جُعل معه شجاعان ینهشانه فی قبره.

(شرح الصُّدُوربِشَرح حَالِ المَوتی وَالقبُور، الجزء۱، الصفحة ۲۳۱، مؤسسة الإیمان بیروت لبنان)

یعنی جب بھی کوئی شخص ایسے حال میں مرجائے کہ وہ چوری کرتا یا زنا کرتا یا شراب پیتا اوراُس قسم کے گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا تو اُس پر دو(۲) گنجے سانپ مقرر کردیئے جاتے ہیں جو اُسے قبر میں ڈستے رہتے ہیں۔

حضرت اِبن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم دو(۲) قبروں کے قریب سے گذرے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اِن دونوں شخصوں کو عذاب دیا جارہا ہے۔اِن دونوں کو کسی بڑی چیز کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا۔اِن میں سے ایک شخص چغل خوری کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ (صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم) نے کھجور کی ٹہنی منگوا کر اُس کے دو(۲) ٹکڑے کیے، ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھا اور فرمایا (ایسا اس لئے کیا) تاکہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں ان سے عذاب میں تخفیف ہو۔(مسلم شریف ،جلد ۱)

حدیث پاک سے حاصل ہوا کہ پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغل خوری عذاب کے سبب ہیں۔اور حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے،

پیشاب سے بچ جاؤ کیونکہ عموماً عذاب قبر اِسی سے ہوتا ہے۔(شرح الصدور)

ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے لوگوں سے پردے میں یعنی عام لوگوں سے پردہ فرما کر پیشاب کیا تو ایک منافق کہنے لگا دیکھو یہ شخص ایسے پیشاب کرتا ہے جیسے عورتیں پیشاب کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ ایک دوسرے سے بلا حجاب پیشاب کرتے تھے۔صرف عورتیں پردہ کرتی تھیں۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے جب اُس کی بات سنی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل تم پر رحم کرے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو جو پہنچا (یعنی اُن کے جسم کپڑوں وغیرہ کو اگر پیشاب کے قطرات لگ جاتے) تو وہ قینچیوں سے اُن مقامات کو کاٹتے تھے۔ایک شخص نے اُنہیں اِس سے منع کیا، وہ عذابِ قبر میں مبتلا ہوگیا اس سے''۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو معراج کی رات کئی گنہگاروں کو دیئے جانے والے عذابات کا مشاہدہ کرایا گیا۔اُن میں سے ایک یہ تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کا ایک قوم پر گذر ہوا، دیکھا کہ اُن کے سر پتھروں سے پھوڑے جارہے ہیں، جب اُن کے سر کچل دیئے جاتے ہیں تو اُن کو پہلی حالت کی طرف لایا جاتا ہے جب صحیح ہوجاتے ہیں پھر اُن کے سر کچل دیئے جاتے ہیں یہ سلسلہ لگاتار جاری ہے کسی وقت بند نہیں ہوتا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز میں سستی کرتے تھے، نماز صحیح ادا نہیں کرتے تھے اور نماز اپنے وقت میں اَدا نہیں کرتے تھے۔

اللہ عزوجل کا اِرشادگرامی ہے: فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ o الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ o

(پارہ۳۰،سورۃ الماعون، اٰیت۳،۴)

ترجمہ: تو اُن نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔
اِس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نمازوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتے ہیں یہاں تک کہ نمازیں اُن سے ضائع ہو جاتی ہیں اور وہ اَدا ہی نہیں کرپاتے یا وہ سُستی کرتے رہتے ہیں، نماز کا وقت نکلنے والا ہوتا ہے تو آتے ہیں، اِس طرح نماز نہیں اَدا کرتے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَدا کی اور نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین رحمہم اللہ المبین، سلف صالحین رحمہم اللہ المبین کی نمازوں کی طرح اَدا کرتے ہیں بلکہ رکوع وسجود اِس طرح اَدا کرتے ہیں جس طرح مرغی یا کوئی پرندہ جلدی جلدی چونچیں زمین پر مار کر دانہ اُٹھاتا ہے، خشوع وخضوع سے نماز اَدا نہیں کرتے۔ یا سُستی کرتے کرتے مکمل طور پر وقت نکال دیتے ہیں اِس طرح بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر نمازیں قضا کر دیتے ہیں۔

مزارات پر قبہ جات: اولیاء کرام کے مزارات پر قبہ جات وغیرہ جائز ہیں جنھوں نے حرام کہا ہے وہ نجدی ہیں۔ وہ ہر ایک قبر کو بالشت سے اونچا کرنا مکروہ کہتے ہیں حالانکہ ایک بالشت سے اونچی قبر مکروہ نہ ہونے کے بے شمار دلائل ہیں علامہ شامی نے لکھا کہ ۱) (قَوْلُهُ :قَدْرَ شِبْرٍ) أَوْ أَكْثَرَ شَيْئًا قَلِيلًا بَدَائِعُ

(ردالمحتار، كتاب الصلاة، الباب مطلب فی دفن الميت، الجزء٦، الصفحة٣٧٩)

یعنی ایک بالشت یا اس سے کچھ اور بڑھ کر قبر مثل کوہانِ شتر بلند بنائی جائے جیسا کہ بدائع میں ہے۔

۲) ويجعله مرتفعا عن الأرض قدر شبر أو أكثر بقليل ـ

(مراقی الفلاح، كتاب الصلاة،(فصل) فی حملها ودفنها ،الجزء١،الصفحة٢٣٣)

یعنی قبر کو زمین سے ایک بالشت یا اِس سے کچھ اور زائد بلند بنائے یہ فقہ کی متعدد کتبِ معتبرہ میں ہے۔

قبور پر بوقت حاجت کتابت : ۱) وَيَتَقَوَّى بِمَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُد بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَ حَجَرًا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ وَقَالَ :أَتَعَلَّمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَدْفِنُ إلَيْهِ مَنْ تَابَ مِنْ أَهْلِي) فَإِنَّ الْكِتَابَةَ طَرِيقٌ إلَى تَعَرُّفِ الْقَبْرِ بِهَا ،

(ردالمحتار، كتاب الصلاة، الباب مطلب فی دفن الميت، الجزء٦، الصفحة٣٨٠)

یعنی قبر پر کتابت کی تقویت اِس حدیث سے ہوتی ہے جو ابو داؤد نے بسند جید روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اُٹھا کر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سرہانے رکھا اور فرمایا کہ اِس سے ہم اپنے بھائی کی قبر کی پہچان کرتے ہیں اور یہاں جو ہمارے اہل سے وفات پائے گا اسے دفن کریں گے پس بیشک قبر پر کتابت بھی اس کی پہچان کا ایک طریقہ ہے۔

۲) فَقَدْ أَخْرَجَ الْحَاكِمُ النَّهْيَ عَنْهَا مِنْ طُرُقٍ ، ثُمَّ قَالَ :هَذِهِ الْأَسَانِيدُ صَحِيحَةٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَيْهَا ، فَإِنَّ أَئِمَّةَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ الْمَشْرِقِ إلَى الْمَغْرِبِ مَكْتُوبٌ عَلَى قُبُورِهِمْ ، وَهُوَ عَمَلٌ أَخَذَ بِهِ الْخَلَفُ عَنْ السَّلَفِ

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، الباب مطلب فی دفن المیت،الجزء٦، الصفحۃ ٣٨٠)

یعنی محدث جلیل حاکم نے بھی کتابت کی کئی طریق سے روایت کرنے کے بعد فرمایا۔ یہ سندیں صحیح ہیں لیکن اِن پر عمل نہیں ہے۔ اِس لئے کہ مشرق سے لے کر مغرب تک ائمہ مسلمین کے مزارات پر کتابت موجود ہے اور یہ ایسا کام ہے کہ ہم اپنے اَگلوں سے لیتے ہیں۔

بہرحال بزرگانِ اسلام کے مزارات پر قبہ جات جائز ہیں۔ اِس کا اِنکار صرف نجدیوں اور اُن کے چیلوں کو ہے ورنہ ظاہر ہے کہ نجدیوں کی حکومت سے پہلے صدیاں گزریں ہر اسلامی و غیر اسلامی ملکوں میں بزرگانِ اسلام کے مزارات پر قبہ جات بنائے گئے جو تا حال صدیوں سے موجود ہیں۔ اگر ناجائز ہوتے تو اِسلاف صالحین اِن کو گرا دیتے۔ اَہلِ انصاف غور فرمائیں کہ جمہور علماء و صلحاء اور اولیاء فقہاء و محدثین جائز کہیں اور ایک نجدی محمد بن عبدالوہاب ناجائز کہے تو حق جمہور کی طرف ہوگا یا نہ، اور یہ اکیلا مَنْ شَذَّ شَذَّ فِی النَّارِ [1] کا مستحق ہوا یا نہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''مزارات پر قبہ جات۔''

[1] (المستدرك على الصحيحين للحاكم، كتاب العلم،الباب و منهم يحيى بن أبى المطاع القرشی، الجزء ١، الصفحة٣٧٨، الحديث٣٥٨)

وہ اعمالِ صالحہ جو قبر میں کام آئیں گے: عقیدۂ اہلسنّت پر مرنے کے بعد ہر نیک کام قبر کا ذخیرہ ہے چند ایک فقیر یہاں درج کرتا ہے شاید کسی کا بھلا ہو۔

۱) نسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن مردویہ اور دارقطنی نے ابوامامہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی وہ مرتے ہی جنت میں جائے گا۔

۲) احمد نے حذیفہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کلمہ محض اللہ عزوجل کی رضامندی کے لئے پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اُس کا خاتمہ بھی کلمہ پر ہوگا اور جس نے کسی دن اللہ عزوجل کی رضاجوئی کے لئے روزہ رکھا تو اُس کا خاتمہ بھی اِس پر ہوگا اور داخلِ جنت ہوگا۔ اور جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے صدقہ کیا اُس کا خاتمہ بھی اِس پر ہوگا اور وہ داخلِ جنت ہوگا۔

۳) ابونعیم نے خثیمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہما اِس بات کو پسند کرتے تھے کہ کسی شخص کا انتقال

کسی اچھے کام کے بعد ہو۔مثلاً حج،عمرہ،غزوہ(جہاد)،رمضان کے روزے وغیرہ۔

۴) دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ"جو بحالتِ روزہ مَرا،قیامت تک اللہ عزوجل اُس کے حساب میں روزے لکھ دے گا"۔

۵)ابونعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ"جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو رحلت کرے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس پر شہداء کی مُہر ہوگی"۔

۶) حمید نے اپنی ترغیب میں اپنی سند سے ابوجعفر سے روایت کیا کہ"جمعہ کی رات روشن ہے اور اِس کا دن جھلملاتا ہے۔جو شخص جمعہ کی رات کو رحلت کرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور جو جمعہ کے دِن مرے گا وہ عذابِ جہنم سے آزاد ہوگا"۔

مزید تفصیل فقیر کی تصنیف "اِعَانَۃَ الْاَحْبَابِ بِاِیْصَالِ الثواب" میں پڑھئے۔

ایصال ثواب: ایصالِ ثواب کے لئے قرآن پڑھ کر یا صدقات وخیرات کر کے مردوں کو ثواب بخشنے کا نام عربی میں "ایصالِ ثواب" ہے۔اہلسنّت میں مختلف ناموں سے مروج ہے مثلاً گیارہویں شریف،بزرگانِ اسلام کے اَعراس (عرس) اورعام مُردوں کے تیجہ،چہلم،جمعراتیں،سالیانہ،ختم شریف وغیرہ وغیرہ۔اِس کا اِنکار سابق زمانوں میں معتزلہ فرقہ کو تھا جنہیں قُدَمَاء(قدیم) اہلسنّت کے دلائل نے مار مٹایا۔ہمارے دور میں اِن کے مردہ مذہب کو وہابی دیوبندی فرقے زندہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اِن کا مذکورہ بالا اُمور کا انکار فرقہ معتزلہ کے مردہ مذہب کے زندہ کرنے کی سازش ہے ورنہ عوام وخواص سب کو معلوم ہے کہ مذکورہ بالا ایصال ثواب ہی تو ہیں صرف بوجہ ضرورت نام بدلا ہے اور شریعت کا قاعدہ ہے کہ نام بدلنے سے کام نہیں بگڑتا۔ الحمد للہ عزوجل فقیر نے ہر مسئلہ کی تحقیق پر علیحدہ علیحدہ تصنیفیں لکھی ہیں۔ اور ایصالِ ثواب کے متعلق صحاح ستہ میں صحیح روایات سے ثبوت موجود ہے۔اور حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کے ساتھ اِس کی تعلیم فرمائی ہے لیکن افسوس کہ ناخلف(جانشین اور ورثاء) اولاد کا یہ حال ہے کہ ایصالِ ثواب کی اہمیت کو ختم کرنے کے درپے ہیں بلکہ جو کوئی اِس پر عمل کرتا ہے اُسے بدعت کا ڈرسُنا کر اِس کے بند کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی جاتی ہے۔

بہرحال عید بقرعید فطرہ ودیگر خاص ایّام میں اپنے پیاروں کو ضرور ہدیہ بھیجنا چاہیے۔ماں باپ اپنی اولاد کو دعائے خیر سے یاد رکھیں اور بھائی بھائی کو،دوست دوست کو۔نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ آپ سے فلاں چیز کا خواہشمند ہے تو پھر اُس کو خوش کرنے کے لئے کتنی کوشش فرماتے اسے اَب سمجھئے کہ وہ تمہارا منتظر ہے تو تم اُن کے انتظار کی قدر کرو۔اِسی لئے تمام دوستوں اور اقربا کو چاہیے کہ اپنے دوست اور اقربا کو یاد رکھیں۔لیکن لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ دُنیا کے دھندوں میں پھنس

کر اپنے عزیزوں کو جو مر گئے بالکل بُھول جاتے ہیں ۔روز مرہ کی یاد کہاں ۔ بھلا اگر تہواروں کو بھی یاد کر لیں تو غنیمت ہے۔ کیونکہ تہواروں میں کھانوں کی کثرت ہوتی ہے۔طرح طرح کی چیزیں پکتی ہیں۔دوست آشناؤں میں تحفہ ہدیہ بھیجا جاتا ہے۔ افسوس! زندوں کو تو تحفہ ہدیہ بھیجا جاتا ہے اور زندہ خود بھی پکوا کر کھا سکتا ہے۔لیکن مُردے جو بالکل عاجز و بیکس ایک تنگ وتاریک غار میں پڑے ہوئے ہیں ۔اُن کے اعمال منقطع ہو چکے ہیں ۔اَب وہ کچھ نہیں کر سکتے ۔اُن کو ذرا بھی یاد نہ کریں۔ کِس قدر غفلت کی بات ہے۔

قدیم الایّام سے تہواروں میں فاتحہ کا دستور چلا آتا ہے۔گویا بزرگوں کا حکم دیا ہوا اور احادیث سے اِستنباط (نتیجہ اخذ کرنا) کیا ہوا ہے بلکہ یہ مسلمان جو تہواروں میں فاتحہ دیتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام علیٰحدہ حصّہ نکالتے ہیں ۔ چنانچہ اِمام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں: باید که هر گاه صدقه میت نیت کند اوّل باید که به نیت آں سرورعلیه وعلیٰ آلهٖ الصلوٰة والسلام هدیه جدا ساز د۔ بعد زاں تصدق کرد که حقوق آں سرور عالم‌افوق حقوق دیگراں است ونیز بریں تقدیر احتمال قبول صدقه است بطفیل آں سرور علیه وعلیٰ آله الصلوٰة والتحیات۔

یعنی جب کوئی میت کے لئے صدقہ کی نیت کرے تو سب سے پہلے اِس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نیت کرنی چاہیے۔اور ہدیہ علیحدہ کرنا چاہیے ۔ اِس کے بعد تصَدُّق کرے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حق سب کے حقوق سے بڑھ کر ہے اور اِس طرح سے یہ احتمال (گمان) بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل صدقہ بھی قبول ہو جائے۔

فائدہ : امام ربانی قدس سرہٗ کا عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قابلِ تقلید ہے کہ کیسے عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اُمت کی رہبری فرما رہے ہیں۔

امام ربانی کو عزیزوں کی یاد : امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ رحمہ مکتوبات ،جلد ثانی میں فرماتے ہیں: بیاراں دوستاں فرمائیند که هفتاد هزار بار کلمه طیبه لاالٰه الا اللّٰه بروحانیت مرحومی خواجه محمد صادق وبروحانیت مرحومه همشیره اوام کلثوم بخوانند۔ وثواب هفتاد هزار بار روحانیت یکے بخشند هفتاد هزار بار دیگر را بروحانیت دیگرے ۔ از دوستاں دعا وفاتحه مسؤل است۔

یعنی یاروں اور دوستوں کو کہہ دیں کہ ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) مرتبہ کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللّٰہ مرحومی خواجہ محمد صادق کی روحانیت کے لئے اور ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) مرتبہ اِن کی ہمشیرہ مرحومہ اُم کلثوم کی روحانیت کے لئے پڑھیں اور ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) کا ثواب ایک کی

روحانیت کواور ستر ہزار (۷۰،۰۰۰) کا ثواب دوسرے کی روحانیت کو بخشیں۔دوستوں سے فاتحہ اور دُعا کے لئے اِلتماس ہے۔

فائدہ: حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عزیز بچوں کے لئے کس طرح سرمایۂ قبر جمع کرنے کی جدو جہد فرمارہے ہیں بلکہ مریدین سے بھی اِس کے لئے اِلتماس فرمارہے ہیں اگر اِیصالِ ثواب کا یہ سرمایہ اہلِ قبور کو مفید نہ ہوتا تو امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِس طرح کی جدو جہد اور اِلتماس اَز مریدین کی ضرورت کیا تھی۔

حضرت اِمام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عجیب قصّہ لکھتے ہیں وہ یہ کہ علی بن موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اِمام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ایک جنازہ پر تھا۔بعد دفن کے ایک اندھا قرآن مجید پڑھنے لگا۔اِمام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اے آدمی یہ کام بدعت ہے۔جب مقبرہ سے نکلے تو محمد بن قدامہ رحمتہ اللہ علیہ نے اِمام احمد رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا۔تم مبشر اِبن اسماعیل حلبی رحمتہ اللہ علیہ کو کیسا جانتے ہو۔فرمایا: وہ ثقہ یعنی معتبر ہے۔اِس نے پوچھا۔تم نے اُن سے کچھ علم سیکھا ہے۔اِمام نے فرمایا، ہاں۔جب اِن کے اِقرار سے معلوم ہوا کہ وہ اُستاد ہیں اِمام احمد رحمتہ اللہ علیہ کے تب اِس نے کہا۔کہ خبر دی مجھ کو مبشر بن اسمٰعیل نے۔اُن کو خبر پہنچی عبدالرحمٰن سے کہ جب اُن کو باپ علاء بن الحلاج کا انتقال ہوا، وصیت فرمائی کہ جب میں دفن کیا جاؤں تو میرے سرہانے قبر کے پانچ (۵) آیت اور رکوع امن الرسول پڑھو۔اور یہ کہا کہ میں نے اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا ہے وصیت کرتے تھے اِس بات کی اُس وقت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مقبرہ میں جاؤ۔اور اِس اندھے کو کہہ دو کہ قرآن مجید پڑھتا رہے۔

قرآن خوانی: بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ ,يَقُولُ :سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,يَقُولُ:إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلا تَحْبِسُوهُ ,وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ ,وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ,وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ.

(شعب الایمان للبیهقی، کتاب التاسع والثلاثون من شعب الایمان الباب فصل فی زیارۃ القبور، الجزء۱۹، الصفحة۲۸۷،الحدیث۸۹۸۶) (المعجم الکبیر للطبرانی، الباب۳، الجزء۱۱، الصفحة۷۶)

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس وقت تم میں سے کوئی مرجائے۔تو اُس کو بند نہ کرو۔یعنی میت کے دفن کرنے میں بغیر عذر کے تاخیر نہ کرو۔اور اُس کو اُس کی قبر کی طرف جلدی پہنچاؤ۔اور اُس کے نزدیک ابتدائے سورۂ بقرہ مفلحون تک پڑھو۔

قبور پر قرآن خوانی: اِمام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ إِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُ وْا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ ، وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ، وَاجْعَلُوا ثَوَابَ ذَلِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ ، فَإِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب دفن الميت،الجزء۳، الصفحة۱۲۲۸، دار الفكر)

یعنی جب تم مقابر میں داخل ہوتو سورۂ فاتحہ،معوذتین اورسورہ اخلاص پڑھو۔اور اِن کا ثواب اہلِ مقابر کو بخشو۔وہ اِن کی طرف پہنچتا ہے۔

اغبیائے زمانہ پر تعجب: ہمارے دور میں قبر پر قرآن خوانی پر اِنکار ہے بعض اِس سے بڑھ کر (مطلقاً) قرآن خوانی برائے میت کے منکر ہیں خواہ گھر میں یا کسی اورجگہ پڑھ کر میت کو ثواب بخشا جائے۔اِس سے معتزلہ کے مذہب کو زندہ کرنے کا منصوبہ نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ وہ سرے سے قبر کے اندر عذاب وثواب کے منکر تھے اور یہ بھی منکر ہیں صرف فرق اِتنا ہے کہ وہ اصل مسئلہ کے منکر تھے اور یہ اِس کے اسبابِ خیر کے منکر ہیں حالانکہ اِتنا تو وہ بھی مانتے ہیں کہ قبر کو سبز ٹہنیاں فائدہ دیتی ہیں خواہ قدرتی طور پیدا ہوں یا بعد کو رکھی جائیں جب کہ حدیث بخاری شریف سے فقیر نے ذکر کیا اور یہ بھی مانتے ہیں کہ قبر کے ساتھ ذکرِ الٰہی اور تسبیح وتہلیل فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن اَفسوس ہے کہ انہیں ذکرِ الٰہی کا اقرار ہے لیکن کلامِ الٰہی کے فائدہ پہنچانے کا اِنکار۔ذیل میں وہ روایات عرض کرتا ہوں جن امور سے اہلِ قبر کو فائدہ نصیب ہوا۔

قرآن خوانی: حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وعن حميد الاعرج قال من قرء القران و ختمه ثم دعا امن على دعائه اربعة الاف ملك ثم لايزالون يدعون له و يستغفرون و يصلون عليه الى المساء او الى الصباح۔ (تفسير روح البيان، پاره۷، سورئه انعام،الجزء۳، الصفحة۱۵۶تا۱۵۷)

یعنی اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآنِ پاک ختم کرے گا اور پھر دعا مانگے تو اُس کی دعا پر چار ہزار (۴،۰۰۰) فرشتے آمین کہتے ہیں اور پھر ہمیشہ اُس کے لئے صبح وشام دعا کرتے ہیں اور دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔

اور ایک حدیث پاک میں ہے:

قرآن پاک کے ایک حروف کے پڑھنے سے دس (۱۰) نیکیاں ملتی ہیں۔اور الٓمّ ایک حرف نہیں بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، اور میم تیسرا حرف ہے تو جو شخص صرف الٓمّ پڑھے گا اُس کو تیس (۳۰) نیکیاں ملیں گی۔ (الحديث)

مذکورہ آیتِ کریمہ وحدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ ایک تو قرآنِ پاک پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور دوسرا قرآن پاک پڑھنے کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ انسان کے مرنے کے بعد قرآن خوانی ہوتی ہے اور ختم شریف کے وقت قرآنِ

پاک ہی پڑھا جاتا ہے لہٰذا اُس وقت کی دعاء میت کے حق میں مفید اور اِس کی بخشش کا سبب بن جاتی ہے۔

اہلسنّت میں اِس کا بہت رواج ہے کہ مُردہ کا جنازہ ابھی گھر میں ہے تو قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے بعض خوش قسمت تو قبر پر حافظ بٹھا کر ہفتہ بھر قرآن خوانی کراتے ہیں بعض اوقات روزانہ ورنہ جمعہ کی شب چالیس (۴۰) دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ **الحمدللہ** عزوجل اِس طریقۂ خیر سے میت کو قبر میں بڑا فائدہ ہوتا ہے اِس سے بھی وہابی، دیوبندی فرقہ کو اِنکار ہے۔ثبوت کے لئے پڑھئے فقیر کا رسالہ "قرآن خوانی کا ثبوت"۔

ایصالِ ثواب :اِس کی تفصیل گزر چکی ہے چند حوالے یہاں پڑھئے۔

۱) حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے۔ پس کون سا صدقہ بہتر ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا "پانی"

فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ

(سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، الباب فی فضل سقی الماء ،الجزء٤، الصفحة٤٩٧ ،الحدیث ١٤٣١)

یعنی پس حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہیں اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو صدقہ کی تلقین کرتیں۔اب اگر آپ ﷺ اجازت دیں تو میں اُن کی طرف سے صدقہ کردوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا

(صحیح البخاری، کتاب الوصایا، الباب مایستحب لمن توفی فجاءۃ ان یتصدقوا عنه وقضاء النذور ، الجزء٩، الصفحة٣٠٥ ،الحدیث ٢٥٥٤)

یعنی ہاں تم اِن کی طرف سے صدقہ کرو۔

۳) ایک حدیث شریف میں ہے: مَنْ قَرَأَ الْإِخْلَاصَ أَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ

(رد المحتار، کتاب الصلاۃ ،الباب مطلب فی زیارۃ القبور، الجزء٦، الصفحة٤٠٣)

یعنی جو شخص گیارہ(۱۱) بار سورۃ اخلاص پڑھے اور پھر اِس کا ثواب مُردوں کو بخشے تو اِس کو تمام مُردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

۴) حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے فوت شدہ والد کی طرف سے غلام آزاد کرسکتا ہوں فرمایا:"ہاں"۔ (شرح الصدور،صفحہ١٢٩)

حکایت : ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی مرید کا رنگ اچانک متغیر ہوگیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب پوچھا تو اُس نے کہہ دیا کہ ابھی ابھی میں نے کشف کی حالت میں اپنی ماں کو دوزخ کی آگ میں جلتے ہوئے دیکھا ہے ۔حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار (۱،۰۰۰) بار کلمہ شریف کبھی پڑھا تھا یہ سمجھ کر کہ (بعض روایات میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر مغفرت کا وعدہ کیا گیا ہے) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اُسے اطلاع نہ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان خوش اور ہشاش بشاش ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبب پوچھا تو اُس نے عرض کیا کہ اب میں نے اپنی ماں کو جنت میں دیکھا ہے۔ اِس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "اِس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اِس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔"

(مظاهرِ حق ،جلد ۱، صفحه ۳٦۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کا جب جنت میں ایک درجہ بڑھاتا ہے تو بندہ عرض کرتا ہے کہ یا اللہ عزوجل یہ درجہ مجھے کیسے ملا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ۔ تیرے درجے کی یہ بلندی تیری اولاد کے تیرے لئے اِستغفار کی وجہ سے ہے۔ (شرح الصدور، صفحه ۱۲۷)

مخالفین کے پیشواؤں کی تائیدات : مذکورہ بالا روایت کے ساتھ مخالفین کے پیشوا بھی یہی کہتے ہیں جو ہم نے کہا۔

۱۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ "نه پندارند که نفع رسانید باموات باطعام وفاتحه خوانی خوب نیست چه این معنی بهتر وافضل است" (صراطِ مستقیم)

یعنی کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مُردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی کے ساتھ نفع پہنچانا اچھا نہیں کیونکہ یہ بات بہتر و افضل ہے۔

۲۔ مخالفین کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں کہ "نفسِ ایصالِ ثواب ارواح و اموات میں کسی کو کلام نہیں۔ (اگر) اِس میں بھی تحقیق وتعیّن کو موقوف علیہ ثواب کا سمجھے یا واجب وفرض اعتقاد کرے تو ممنوع ہے اور اگر یہ اعتقاد نہیں بلکہ کوئی مصلحت باعثِ تقلید ہیئت (دہشت اور رعب) کذائیہ ہے تو کوئی حرج نہیں"۔ (فیصله هفت مسئله ،صفحه ۱۱)

مزید تفصیل فقیر کے رسائل بالخصوص "اِعَانَةَ الْاَحْبَابِ بِاِیصَالِ الثَّوَاب" میں پڑھیے۔

فقط و السلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور۔ پاکستان